# اسلامی بیداری کی لہر اور تیز ہو!

سید محمد جابر جوراسی
مدیر ماہنامہ اصلاح لکھنو

طاقت کے نشہ میں اتاولے متکبرین نے دنیا کو دوزخ کا نمونہ بنا رکھا ہے۔ فرعون نما بڑی طاقتوں کا آلۂ کار وہ مسلم حکمراں بھی رہے ہیں جو دہائیوں سے اپنے ممالک کے عوام پر مسلط تھے اور بعض اب بھی ہیں۔ جبکہ اسلام اس طرح کی بالا دستی کا ہمیشہ سے مخالف رہا ہے۔ دور جاہلیت میں عرب کے چودھریوں کی چودھراہٹ کو اسی اسلام نے ختم کیا تھا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں عدالت کا پرچم لہرایا تھا۔ جاہلیت کا مزاج اگر مسلمانوں میں در آیا اور یزید جیسوں نے اسلام میں ملوکیت کی حوصلہ افزائی کی تو نواسۂ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا جیسے عدیم النظیر واقعہ کے ذریعہ اسلام کو پھر نہج نبوت پر پلٹا دیا۔ اور جب بھی ایسی نازک صورت حال پیدا ہوئی تو واقعۂ کربلا سے استفادہ کرنے والے اپنے دور کی یزیدیت سے برسر پیکار ہوگئے۔

ایران میں پہلوی بادشاہوں نے بھی جابرانہ روش اختیار کر رکھی تھی۔ لیکن ایرانی عوام نے بانئ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ خمینی علیہ الرحمہ و الرضوان کی قیادت میں ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا ایران سے جنازہ نکال دیا اور انقلاب اسلامی ایران ۱۱ر فروری ۱۹۷۹ء کو کامیابی سے ہمکنار ہوکر موجودہ دنیا کیلئے نمونۂ عمل بن گیا۔ ظالم مسلم حکمرانوں اور ان کے درندہ صفت مغربی آقاؤں نے غلط پروپگنڈوں کے ذریعہ ۳۰ سال سے زائد عرصہ تک یہ کوشش کی کہ ایران میں سرخرو ہونے والی اسلامی بیداری کی لہر مذکورہ ملکوں میں نہ پھیلنے پائے۔ باطل پروپگنڈوں نے کچھ عرصہ تک اپنا اثر ضرور دکھایا لیکن پیہم تجربات نے دوسرے ملکوں کے عوام کی بھی آنکھیں کھول دیں اور وہ دہائیوں سے قابض ظالم حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ تیونس، مصر، لیبیا، میں حکومتوں کے تختے پلٹے گئے اور یمن و بحرین کے غیور عوام یہ تہیہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں کہ ہم قربانیاں دیں گے لیکن اپنے اپنے ملکوں کو ظالم حکمرانوں اور ان کے غیر ملکی آقاؤں کے چنگل سے آزاد کرائیں گے۔ چنانچہ سعودی عرب اور قطر جیسے ملکوں میں بھی عوام کی آوازیں اٹھنا شروع ہوگئی ہیں۔ انہیں یہ گوارہ نہیں ہے کہ ان کے ملکوں پر وہ

حکمرانی کریں جن کے قریبی تعلقات ان مغربی طاقتوں سے ہیں جنہوں نے اسرائیل کی سرپرستی فلسطینیوں کی نابودی اور بیت المقدس کی بربادی کو اپنا بنیادی فریضہ قرار دے رکھا ہے۔ حالات کو اپنے خلاف جاتے ہوئے دیکھ کر انہیں طاقتوں نے اس ملک شام کے اندر بغاوت کو ابھارا جو اس علاقہ میں فلسطینی مقصد زبردست حمایتی، حزب اللہ کا مونس اور اسلامی جمہوری ایران کا حلیف ہے۔

جو ممالک اپنے اپنے ملکوں کو اسلامی بیداری کی لہر سے بچانا چاہتے ہیں اور بڑی طاقتوں کی سرپرستی کے ذریعہ خود کو تحفظ فراہم کرنا چاہتے ہیں وہ سخت بھول میں ہیں۔ یہ بڑی طاقتیں صرف اپنے مفاد میں کام کرتی ہیں۔ وقت آنے پر یہ کسی کو بخشنے والی نہیں لہٰذا ناعاقبت اندیش حکمراں ان کے چنگل سے اگر آزاد نہ ہوئے تو مستقبل میں یہ انہیں زندہ درگور کردینے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں گے۔ لہٰذا عوام کی بیداری کے ساتھ اگر ان ملکوں کے حکمراں بھی بیدار ہوجائیں اور اپنی غیر اسلامی روش اور غیر انسانی پالیسی کو بدل دیں تو ان کی حکومت بھی بچ جائے گی اور ان کا ملک بھی سلامت رہے گا۔ اگر اس کے برعکس ہوا تو ان کی حکومت کا جانا تو یقینی ہی ہے۔ وہ کوئی بھی ملک ہو عوام استعمار کے غلبہ کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتے۔ اس لئے کہ اسی استعمار نے بیت المقدس کے وجود کو خطرہ میں ڈالا ہے۔ اور فلسطینیوں کو وطن سے بے وطن کیا ہے۔

ایران کے پریس ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق تہران میں منعقدہ ''بین الاقوامی اسلامی بیداری کانفرنس'' سے خطاب میں عراق کی سپریم کونسل کے صدر سید عمار الحکیم نے کہا کہ :

> '' اسلامی بیداری عالمی پیمانہ پر جاری مغرب کے سامراجی غلبے کے خلاف ہے اور فلسطین اسلامی ملکوں کے دلوں کی دھڑکن ہے۔[1]

اسلامی بیداری کا ایک پہلو جدید ایٹمی ٹکنالوجی میں مسلم ممالک کا ماہر ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ اپنی ضروریات کے لئے مغربی ممالک کے دست نگر نہ رہیں اور چونکہ اسلام دہشت گردی اور عام تباہی پھیلانے والے ہتھیار کا بنیادی طور سے مخالف ہے لہٰذا یہ ایٹمی ترقی، ملکی مفاد میں ایٹمی انرجی بڑھانے کے لئے ہو۔ ایٹم بم بنانے کیلئے نہیں۔

بحمد للہ اسلامی جمہوریۂ ایران اسی روش پر آگے بڑھ رہا ہے اگر چہ مغربی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے خطرات سے گھرا ہوا ہے۔ انصاف تو یہ تھا کہ ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ملکوں کا ایٹمی انرجی میں بھی تعاون کرتے لیکن اپنی بالادستی کو قائم رکھنے کیلئے یہ ترقی پذیر ملکوں کو ڈرانے

دھمکانے ہی میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں تاکہ کمزور و طاقتور اور غریب و امیر کی خلیج دنیا میں برقرار رہے۔ جو برابری و مساوات کے بالکل خلاف ہے۔

مغرب کے رویہ کی زندہ مثال خود ہمارے ملک سے امریکہ کے ایٹمی ترقی میں تعاون کا معاہدہ ہے جو انتہائی سست روی کا شکار ہے۔ امریکہ نے اگر کسی ایشیائی ملک کو ایٹمی طاقت سے مالا مال کیا ہے تو وہ فقط اسرائیل ہے جو دنیا میں جارحیت کی نمایاں ترین علامت ہے۔

مشرقی ممالک میں روس و چین اس لئے شام و ایران و فلسطین کے حامی ہیں کہ یہ ممالک خدانخواستہ اگر سرنگوں ہو گئے تو امریکہ کی ہوس اقتدار ادھر کا بھی رخ کر سکتی ہے اس لئے وہ بالخصوص روس، ایران کے غیر متنازعہ ایٹمی انرجی کے منصوبوں میں اپنے مفاد میں تعاون کی کوشش کرتا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ صحابیٔ رسولؐ انس ابن مالک سے مروی ہے:

اطلبوا لعلم ولو بالصّین: علم حاصل کرو چاہے وہ چین ہی کی مدد سے کیوں نہ ہو۔ ۲

اس حدیث کے سلسلے میں ماضی میں اکثر اہل علم کا خیال یہ رہا ہے کہ یہاں چین سے مراد دور دراز علاقہ ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو بہت سے مغربی ممالک چین کے مقابلہ میں فارس و مغربی ایشیاء سے زیادہ دور ہیں۔ لہٰذا اس حدیث مبارکہ میں یہ اشارہ بھی ممکن ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ایٹمی انرجی حاصل کرنا تمہارے لئے بہت ضروری ہوگا۔ مغرب یہ انرجی حاصل کرنے سے تمہیں روکے گا۔ اس وقت مشرق میں بھی ایٹمی ٹکنالوجی کا ماہر ایک ملک ہوگا۔ لہٰذا تم مغرب کے شر سے بچنے کیلئے یہ علم وہاں سے حاصل کرنا اور پھر اپنی لگن اور محنت سے اس میں چار چاند لگانا۔

۲۰۱۱ء کے آخر میں بغیر پائلٹ کے امریکی جاسوسی طیارہ کو ایران نے اتار کر ایٹمی ٹکنالوجی میں مہارت کا بہترین ثبوت فراہم کیا ہے۔

لہٰذا عصر حاضر میں مسلم ممالک میں اسلامی بیداری کی آئی ہوئی لہر کو فقط سامراج کے غلام ظالم حکمرانوں کی بے دخلی ہی پر اکتفا نہ کرنا چاہئے بلکہ دنیا کی جارح طاقتوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے کو ہر ترقی کے میدان میں مضبوط و مستحکم بنانا چاہئے۔ اور ایسی ''امت وسط'' کا کردار پیش کرنا چاہئے جو نہ تو کسی کے ساتھ زیادتی کرے اور نہ بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی کی زیادتی کو سہے۔ قرآن مجید کا صریحی حکم و وعدہ ہے۔

ولا تھنوا ولا تحزنوا! وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۔اور نہ تو تم سستی کا مظاہرہ کرو نہ رنجیدہ ہو، تمہیں سر بلند رہو گے اگر تم مومن ہو۔۳

جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ امور مسلمین میں سے کسی امر کا اہتمام نہ کرے تو وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے اور اگر کوئی کسی مسلمان کی آواز فریاد کو سنے اور اس پر لبیک نہ کہے تو وہ مسلمان نہیں۔۴

یہ حدیث اختلاف الفاظ کے ساتھ نوادر راوندی ۵ بروایت حذیفہ الموضوعات ابن جوزی ۶ براویت عبداللہ ابن مسعود المستدرک حاکم ۷ اور براویت انس ابن مالک کامل ابن عدی ۸ میں بھی موجود ہے۔

اس حدیث پیغمبرؐ کی روشنی میں مسلمانوں کے عالمی حالات پر نظر ڈالئے اور پھر مسلم مملکتوں کے بیشتر حکمرانوں کے رویہ کا تجزیہ کیجئے کہ کیا انہیں فلسطینیوں وغیرہ کے ستائے ہوئے مسلمانوں کی کوئی فکر رہتی ہے؟ عرب لیگ نے اسرائیل اور اس کے سرپرست امریکہ سے اس سلسلہ میں کوئی موثر احتجاج کیا؟ کیا فلسطینیوں کے قتل عام کے اصل ذمہ دار امریکہ سے انہوں نے عدم تعاون کی پالیسی کو اپنایا؟ اگر عرب لیگ کو شام میں بغاوت کرنے والوں کی فکر ہوتی بھی ہے تو اس لئے کہ اس میں امریکہ و اسرائیل کا مفاد وابستہ ہے۔ کیا یہ امور مسلمین سے دانستہ مجرمانہ چشم پوشی نہیں ہے؟

مومن کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: لایلسع المومن من حجر مرّتین

مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔۹

لیکن اسلام دشمن مغربی طاقتوں کا اژدہا مسلمانوں کو بار بار ڈس رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی نمائندگی کے دعویدار مسلم حکمرانوں کی حس بیدار ہی نہیں ہوتی۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ نصف سال سے زائد عرصہ میں، اقوام متحدہ میں غاصب و جارح صیہونیوں کے خلاف کتنی قرار دادیں پیش ہوئی ہیں جنہیں امریکہ نے ''ویٹو'' کرکے صریحاً ظالم کا ساتھ دیا ہے اور مظلوموں کو کچلنے میں اپنی دادا گیری کے ذریعہ اہم رول ادا کیا ہے۔ ایسی طاقتوں کا آلۂ کار بن کر کیا یہ نام نہاد مسلم حکمراں یہ ثبوت نہیں دے رہے ہیں کہ ایک سوراخ سے ہم مسلسل ڈسے جاتے رہیں ہمیں کوئی فکر نہیں ہے۔ ہمیں اسلام

کے مفادات کے مقابلہ میں اپنا ذاتی مفاد زیادہ عزیز ہے۔ بہر حال اس صورت حال سے کم از کم اتنا تو ثابت ہی ہوگیا کہ جو دشمن کی چالوں کا بار بار شکار ہورہا ہے۔ وہ مومن نہیں اور جب مومن نہیں تو سربلندی اس کا استقبال نہیں کرے گی۔ بلکہ عالمی رسوائی اس کے گلے کا طوق ہوگی ۔ جو نگاہوں کے سامنے ہے۔حقیقت یہ ہے کہ بات مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو پتھر کی لکیر ہوا کرتی ہے۔

مسلمانوں میں اتنی اسلامی بیداری آنا فی الوقت بہت ضروری ہے کہ اسلام استبداد کے پنجوں میں گرفتار غلاموں کی زندگی بسر کرنے والوں کو آزاد کرانے آیا تھا۔ اس لئے نہیں آیا تھا کہ اس کا کلمہ پڑھنے والے خود اپنے ہاتھوں دوسروں کے غلام بن جائیں۔ زبان سے تو کہیں کہ اللہ اکبر (اللہ بڑا ہے) لیکن عملاً وہ بڑی طاقتوں کے سامنے سرنگوں رہیں اور وہ اس حد تک کہ دین و ملت کی رسوائی ہوتی رہے اور حمیت قومی بالکل بیدار نہ ہو۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ : ولا تکن عبد غیرک و قد جعلک اللہ حرّا ،تمہیں آزاد پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا دوسروں کے غلام نہ بن جانا۔ ۱۰

ہمیں یہ احساس ہر حال میں رہنا چاہئے کہ ہم نہ مشرق کے غلام ہیں نہ مغرب کے بلکہ اس خدائے وحدہ لا شریک کے بندے ہیں جس نے ہمیں دولت اسلام سے مالا مال فرمایا ہے۔ وہ اسلام جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان پر برتری دی ہے اور مسلمانوں کو تمام اقوام سے ممتاز قرار دے کر انہیں ظلم وتشدد سے پاک بہترین اسلامی معاشرہ تشکیل دینے کی ذمہ داری سونپی ہے۔جس کیلئے تمام اہل قبلہ کا متحد ہونا ضروری ہے ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بہ ارض کاشغر
اقبالؔ

**حوالے:**

۱۔عالمی سہارا نئی دہلی، ۷ رجنوری ۲۰۱۲،صفحہ ۲۴
۲۔ المجر وحین، ابن حبان جلد ۱،صفحہ ۴۸۹ ،شعب الایمان بیہقی، جلد ۲ صفحہ ۴۲۴
۳۔سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۹
۴۔کافی ،جلد ۲،صفحہ ۱۶۴

۵۔نوادر راوندی،صفحہ ۲۱
۶۔الموضوعات 'ابن جوزی، جلد ۳،صفحہ ۱۳۲
۷۔المستدرک 'حاکم ،جلد ۴ 'صفحہ ۳۵۶
۸۔الکامل 'ابن عدی، جلد ۷' صفحہ ۶۷
۹۔علل الشرائع : شیخ صدوق، صفحہ ۱۲۲،صحیح بخاری، جلد۵ ،حدیث ۵۷۸۲
۱۰۔نہج البلاغہ ،مکتوب ۳۱

☆